آسیہ مرزا

محبت سمندر ہے

"وہ سمجھ میں نہیں آتا، اتنے بہت سے آنسو کہاں سے آجاتے ہیں اس کی آنکھوں میں۔" نایاب کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آگئی۔

وہ دونوں بیڈ پر چڑھی بیٹھی تھیں۔ مائرہ بیڈ کی پشت سے ٹکی سر اونچا کیے لال چہرہ لیے بیٹھی تھی۔ جب کہ صبا اس کے اوپر تقریباً چڑھی ہوئی تھی۔ اس کی انگلیوں میں باریک دھاگا لپٹا ہوا تھا جس کو وہ حرکت دیتی مائرہ کی بھنوؤں پر مشقِ ستم دھار رہی تھی۔ اس کے جملے پر دونوں نے ایک ساتھ اسے دیکھا۔

ناولٹ

"کون رو رہا ہے آپی؟" صبا نے انگلی میں لپٹا دھاگا ایک طرف پھینکا اور ریل اٹھا کر نیا دھاگا لپیٹنے لگی۔

"وہی جس کے پاس عقل کم اور آنسو زیادہ ہیں۔ رو کر ہلکان ہوئی جا رہی ہے۔" نایاب کھڑکی میں آکر دھوپ کا نظارہ کرنے لگی۔ پھر اسے اسی انداز میں ہنسی۔

"جیسے اس کے اس رونے دھونے سے اس کی بات مان ہی تو لی جائے گی۔ شادی نہیں کرنی محترمہ کو ہم حسن رضا صاحب سے۔"

پردے پر انگلیاں پھیرتے ہوئے چپ تو وہ ان کی طرف موڑ کر گویا اطلاع فراہم کی۔ سامنے سنہا تھی پکڑا ہوا شیشہ ایک طرف پھینکا۔

"کیا آپ۔ پھر رونا شروع کر دیا اس نے۔ دماغ خراب ہو گیا ہے اس لڑکی کا تو۔ میں جا کر پوچھتی ہوں شادی کون کر رہا ہے۔ صرف منگنی ہی تو ہو رہی ہے۔ ہٹو ذرا صبا۔" وہ صبا کو ایک طرف ہٹا کر جھٹک کر پیتی بیڈ سے اتر گئی۔

"ظاہر ہے، جس سے منگنی ہو گی اسی سے شادی تو ہو گی۔ اسٹارٹ ہی دیا جاتا ہے تو جو کیا جاتا ہے؟" اس نے ایک گہری سانس بھری اس پر ایک نظر ڈال کر باہر نکل گئی۔

"لاؤ تمہاری بنا دوں۔" صبا انگلیوں کو چلاتے ہوئے بولی۔

"کیا بنا دوں۔" وہ شاید اپنے کسی خیال میں کرسی پر بیٹھے بیٹھے چونک کر اس کی طرف

اس کا مطلب سمجھ کر اس کے ہاتھ میں پکڑی ڈش کھانے
لگی تو گل مسکرائی۔
"تمہیں مجھے تو سلاد سی رکھو۔ ویسے دعا کرو تو اچھا
خاصا ہے ورنہ مجھے کل برداشت کیا تب بھی تم
نہیں ہو گے۔" وہ اداس آنکھوں سے تھی لیکن تو نہیں بھی
بحال کی گئی۔
"وہ غیب کر دو گی۔"
"مجھے کوئی یہ ختم تھوڑا ہی کرنا ہے یونہی تمہاری بنا
دی ہے۔ تو تم کسی پہ سیاں کون سا فاقہ وقت ہے۔"
"بیٹے!" کہتے ہوئے کمرے سے نکلی تھی مگر وہ جتنا
گل کی اس کے چہرے سے ظاہر ہو گیا تھا۔ اسے
بیٹے کی بے حد خوشی تھی۔
"یہ لوگ اپنی بھولی بھالی باتوں پر اتنا کھل کیسے
جاتے ہیں۔" وہ کرتی تھی پر بھتیجی کا دوپٹہ ڈال کر
اچھی طرح کمرے سے نکل کر اپنے پورشن کی طرف چل
دی۔

♥ ♡ ♡ ♥

اس کی نیلی آنکھوں کو مجھ سے چھپاؤ
مجھے اتنا لگتا ہے ہوا کے حسین دالو
[illegible]

"آج مٹر پلاؤ بنا رہی ہیں کیا؟"
"ہاں، آپ کو پسند بھی تو بہت ہے۔"
زرینہ نے محسن کا سر ہلایا تو اس نے گھور کر دیکھا۔
"تمہیں کس نے کہا، کتنا ہے تمہیں خبر [illegible]
ہے۔"
زرینہ گھبرا گئی۔ تب ہی صحن کی گرل کھول کر اس
نے اندر قدم رکھا۔ اس کے قدموں میں لڑکھڑاہٹ
اور تیزی تھی جیسے کوئی توپ داغ رہا ہو اور توپ
سمی مگر غصہ توپ جیسا ہی تھا وہ اس کے قریب
آ کھڑا ہوا۔
"گل کو یہ غلط اطلاع کس نے دی کہ میں بے
آوارہ، بدکردار اور انتہائی گھٹیا آدمی ہوں جبکہ
اور سفاک بھی ہوں؟"
اسے اپنے سر پر گولا پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ زرینہ
لرز کر رہ گئی سمیت فرش سے کھڑی ہو گئی۔ مگر وہاں
بیٹھی رہی پھر سنبھل کر سر اٹھایا تو وہ اسے ہی خشم
آشام نظروں سے دیکھ رہا تھا۔
یہ سوال تو غصہ نکالنے کا ذریعہ تھا۔ ورنہ وہ اس
جواب سے بھی اچھی طرح آگاہ تھا۔
"میرا خیال ہے، اسے قبل از وقت اللہ نے اس
سے ہی پتا چل گیا۔ اب جب جو بھی ہوا ہو۔ اصل
مقصد تو انکار میں ملنا تھی۔ اور غلط اطلاع کس
نے بھی کہا ہو گا کچھ تو وجہ ہو گی۔"
"شٹ اپ۔" اس نے اس کی بات کاٹ دی۔
جلدی سے جھٹکے سے کھڑی ہو گئی۔
"مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟ آپ کو یہ
اطلاع کس نے دی کہ میں نے گل سے یہ بات کی
ہے۔ گل نے میرا نام لیا ہے؟"
"بس، وہ کیا نام لے گی۔" وہ استہزائیہ ہنسا
[illegible]

[illegible]

"ہے اپنی وے میں بیٹے کو جانتا ہوں، تین سال تک
ہم کلاس فیلو رہ چکے ہیں۔"
"اچھا۔" اس کی حسین آنکھوں میں روشنی
پھیل گئی۔
"تین سال بہت ہوتے ہیں کیا جاننے کے لیے۔"
پھر ایک ہلکی سی سانس لے کر بولی۔
"علی صاحب! یہاں تو برسوں کے رشتے داروں میں
بھی پہچان نہیں ہو پاتی، آپ تین سال کی واجبی سی
جان پہچان پر کسی لڑکی کو برباد کرنے پر تلے ہوئے
ہیں۔"
"اوہ تم... تم کیا سمجھتی ہو خود کو۔ تمہیں بڑی پہچان
ہے لوگوں کی۔" وہ دو قدم اس کی طرف بڑھا مگر وہ اس
کے غصے سے قطعی متاثر نہ ہوئی بلکہ زرینہ کی طرف
مڑی جو دل ہی دل میں جل تو جلال تو آئی بلا کو ٹال تو
کا ورد کرتی لرز رہی تھی۔ اس کے ہاتھ سے مٹر کی
ٹرے لے کر اس کی طرف بڑھائی۔
"یہ مٹر کھائیے، بہت میٹھے ہیں، فریج سے نکالے
گئے ہیں۔ ٹھنڈے بھی ہیں یقیناً افاقہ ہو گا۔"
اس نے دانت پیستے ہوئے بظاہر اطمینان سے
ٹرے لی، پھر یکدم اپنے پیچھے اچھال دی۔ ہلکا سا دھماکا
ہوا۔ ہرے ہرے مٹر ادھر ادھر بکھر گئے۔
اس غیر متوقع صورتحال کے لیے وہ قطعی تیار نہیں
تھی۔ اس کے اعصاب پر ہلکا سا ارتعاش اٹھا۔
وہ پلٹ کر صحن سے چلا گیا۔ جاتے جاتے گرل کا
دروازہ پورے زور سے بند کر کے گیا تھا کہ فریم میں لگی
گرل کتنی دیر تک کانپتی رہی۔
"بدتمیز شخص، سمجھتا کیا ہے خود کو۔" وہ غصے سے
لپک کر آگے بڑھی۔ پھر گرل پر لات مار کر پلٹی تو زرینہ سر
جھکائے لرزیدہ ہاتھوں سے بکھرے مٹروں کو چن چن کر
ٹرے میں ڈال رہی تھی۔
اس نے ایک گہری سانس لی اور سلگتی ہوئی اندر
چلی گئی۔ امی اس کا [illegible] پر اٹھیں تو زرینہ نے
[illegible] دھیمے قدموں سے کچن کی طرف جا رہی
تھی ان کے استفسار پر اس نے پوری تفصیل سے
آگاہ کر دیا۔
امی نے سن کر ایک گہری سانس بھری۔
"تم ہوئی وہ ان کے پورشن میں اور کر لی ہو گی
کوئی اتنی بیہودہ حرکت۔ کتنی بار کہا ہے باتوں پہ
مزاج کو کنٹرول میں رکھو یا پھر مت جایا کرو وہاں مگر
لڑکی کب سنتی ہے جس اپنی چلائی ہے۔ ہے کہاں وہ اس
وقت کچھ تو نہیں دیتیں؟"
"نہیں ہی کمرے میں چلی گئی ہیں اپنے۔" امی نے
اس کے کمرے کے بند دروازے پر نظر ڈالی اور سر کو
خفیف سی جنبش دے کر رہ گئیں۔

♥ ♡ ♡ ♥

گل کی منگنی کے روز اسے سرخ جوڑا پہنا دیکھ کر امی
کا پارہ عالی ہو گیا۔
"یہ کیا بدتمیزی ہے بابا، میری بات تمہاری سمجھ
میں کیوں نہیں آتی۔ کیا نیلے سب کرنا اب چل
گئی اس لیے نہیں آئی۔"
"ارے واہ، جلن کیسی، اسے کیا مل گیا ہے جو میں
جلوں۔"
وہ کرسی پر پاؤں ہلاتے ہوئے ہنسنے لگی۔
امی نے اسے فہمائشی نظروں سے دیکھا، پھر ٹرے
اٹھا کر باورچی خانے میں چلی گئیں۔ ان کے خیال میں اس
سے بحث کرنا فضول تھا۔ جب وہ تیار ہو کر بڑے پورشن
میں آئیں تو لاؤنج میں [illegible] علی انہیں اکیلے
دیکھ کر چونکا، پھر انہیں سلام کر کے دوبارہ کام میں لگ
گیا۔ کوئی آدھے گھنٹے بعد ——— تمام تر تیاریوں پر
آخری نگاہ ڈال کر علی لان میں چلا گیا۔ اور وہیں سے
ڈرائنگ روم کی بالکنی پھلانگ کر صحن میں آیا۔ زرینہ [illegible]
پورے [illegible] کے ساتھ تیار دکھائی دیں۔ اس
کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ بکھر گئی۔
علی کو دیکھ کر اس نے حسب سے پوچھا۔
"علی صاحب! مہمان سارے آ گئے ہیں کیا؟"
"نہ صرف مہمان بلکہ رسم بھی ہونے والی ہے بس
تمہارا ہی انتظار ہو رہا ہے، چلو جلدی شاباش جلدی سے
پہنچو۔"

وہ اپنی اہمیت پر پھول کر کپا ہو کر رہ گئی۔ اور گل اس کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ کمرے میں جھانکا تو وہ وہاں [illegible] کسی کتاب کا مطالعہ کرتی نظر آئی۔ ایک طرف سے بہنوں سے بھری پلیٹ تھی۔ جس میں سے بڑی احتیاط سے ایک ایک چنا اٹھا کر منہ میں ڈالتی جا رہی تھی۔ اس نے جھک کر پلیٹ اٹھائی اس کا ہاتھ فرش سے ٹکرایا تو وہ گئی۔ اور وہ اس پر نظر پڑتے ہی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

"کسی کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لی جاتی ہے۔" اس نے برا مان کر قریب سے پلیٹ اٹھا کر جلدی سے لوٹایا۔

"کمرے میں گھسنے تو خوب لوا ہے تو تمہارا قصور کہ تم [illegible] بیٹھی ہو۔"

"وہ بیٹھی کسی کام [illegible] بلکہ ہر جگہ ہی کے ساتھ بولی۔"

"وہ اگر اسے مرضی چاہے لیکن بیٹھیں، نہ آئیں۔ آپ کے کمرے میں کوئی آیا کیا۔ آپ [illegible]" وہ شاید اپنی جیب سنبھالے جا رہی تھی۔ [illegible] کی حالت میں ہے۔ پاس جیسے جھٹک کر بیٹھ کر [illegible] آنکھوں سے پیچھے دیکھیں۔

"تصور [illegible] کی شادی تقسیم سے پہلے آنے پر مواصلت ہوئی۔ اس کے بعد [illegible]"

"ہم کو صرف [illegible]"

"[illegible] یہی۔"

وہ [illegible] مسکراہٹ [illegible]

"ہمیں تو صرف تمہاری عزت کا خیال ہے۔ تم شامل نہیں ہو گی تو تمہارے خلاف [illegible]"

باتیں ہوں گی۔ کہ جیتم ہے۔ لڑکی کی خوشی بھی گئی۔"

"ابھی نہیں، کسی کے پاس وقت نہیں ہے فضول بکواس کا۔ یہ آپ کے اپنے ذہن کی اختراع ہے کہ لوگ ضرورت سے زیادہ اس طرح سوچتے ہیں۔"

"چلو کسی کو نہیں، میں تو سوچوں گا کہ میری خوشی تم سے دیکھی نہ گئی۔ چلو فوراً تیار ہو جاؤ۔" اس کا لہجہ سخت تھا۔ سوچتے سے اٹھ کر

"کیوں آجاؤں۔ میری بلا سے آپ کا جو دل چاہے سوچتے رہیے۔" وہ کتاب کو کوچ پر اچھال کر کھڑی ہو گئی۔

"ہمیں سوچوں گا ہی نہیں سب سے کہوں گا بھی کہ باپ جلس ہو گئی ہے۔ اور کہتی ہے سب کی منگنیاں شادیاں ہو جاتی ہیں ایک میں رہ گئی ہوں۔"

"پاپا آپ بیں۔" وہ یوں اچھلی جیسے کرنٹ لگا ہو۔ مگر علی کے چہرے پر خطرناک قسم کی سنجیدگی تھی۔ اس نے لب سختی سے بھینچ رکھے تھے۔

"کیوں کیوں کہیں گے ایسی فضول بات؟ لوگ شادیوں اور منگنیوں پر جلتی ہے میری جوتی، اور گل سے تو حسد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ کی بہن ضرور ہے وہ مگر آپ سے لاکھ درجے اچھی ہے اور مرضی ہے آپ کی پکڑ پکڑ کر سب سے کہہ دیں جو کہنا ہے۔" وہ سخت طیش کے عالم میں دروازہ دھکیل کر کمرے میں چلی گئی دماغ کی رگیں کھنچتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

شیب کی آواز اس کے کمرے میں بہت واضح طور پر آئی تھی۔ اس نے کھلی کھڑکی کی طرف نظر ڈالی۔ وہاں سے [illegible] روشنیاں [illegible] پورے ماحول کو جگمگا رہی تھیں۔ اس نے آنکھ بند کر کے [illegible]

[illegible] اس کی ہنسی بے ساختہ گونجی۔

[illegible] ایک بات کہ میں پکڑ پکڑ کر [illegible] صرف [illegible] کے کان [illegible] وہ دروازے کے فریم میں [illegible] ایک طرف رکھے

گلدان کو دیکھا۔ دل شدت سے چاہا۔ یہی اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے۔

"جانتیں، پتا تو ہے میں بہت ضدی ہوں اگر تم نہ جانتے کہتے میں نہیں پہنچیں گی تو یہ خبر پورے شہر میں مشتہر کرا دوں گا۔" وہ اس کی نگاہوں کی زد میں آ کے گلدان کے پاس آ کر اس پر انگلیاں پھیرتے ہوئے بولا اور اسے پہلی بار اندازہ ہوا کہ اصل [illegible] جلن اور کڑھن کہتے کسے ہیں۔ کس طرح دوسروں کی باتوں پر دھوکا جاتا ہے انسان۔ اس نے اس کی طرف سے نظریں پھیر لیں اور دوسری طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

"اگر گل کی شادی کسی اچھے آدمی سے ہو رہی ہوتی تو میں خوشی خوشی شرکت کرتی۔"

"تمہاری نظر میں "اچھے" کی اصطلاح کیا ہے؟ کیا وہی اچھے ہوتے ہیں جو بہت دولت مند ہوں اور کلاس سے تعلق رکھتا ہو۔ وہ اچھا ہوتا ہے۔" اس کی مسکراہٹ سے بھری ہنسی ابھری۔ مگر وہ چپ رہی بلکہ ایک طویل سی سانس بھری گہرا اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں، حقیقت پسندی سے دیکھا جائے تو۔" ایک لمحے کے توقف کے بعد وہ بھی بے اختیاری کی لپیٹ میں آ کر خود کلامی کے سے انداز میں بولی۔

"جو انسان کو اچھا بنا دیتا ہے اس کے سارے عیب چھپا دیتا ہے اسے عزت دیتا ہے، رشتے ناتے سارے ہی تو دولت کی زنجیر سے جکڑے رہتے ہیں اور۔ یہ اخلاص، محبت تو بڑی کمزور سی بوسیدہ سی رسیاں ہیں جو کب رشتوں کو جوڑ سکتی ہیں۔

دنیا کے سب مقصد دولت سے حل ہو سکتے ہیں۔ جس طرح زمین کے سب گڑھے پانی سے بھر جاتے ہیں۔ اس طرح دولت سے بھی انسان کے سب عیب چھپ جاتے ہیں۔ سب مقصد پورے ہو جاتے ہیں۔" پھر اس کی طرف رخ کر کے ذرا سا مسکرائی۔ لبوں پر زہریلی مسکراہٹ تھی۔

"ہمارے یہاں کسی خوبی کی بھی دولت سے زیادہ قدر نہیں ہوتی۔ اب بھی دیکھ لیں نا کہ آپ اور گل بھی بہن بھائی ہیں۔ مگر جو اہمیت آپ کو اور گل کو

بیوٹی بکس کا شاندار تحفہ

سوہنی ہیئر آئل

* گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے۔
* نئے بال اگاتا ہے
* بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے
* مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے یکساں مفید
* ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے

"سوہنی ہیئر آئل"
قیمت /60 روپے
12 جڑی بوٹیوں کا مرکب

[illegible]

ایک شیشی کے لیے ____ /80 روپے
2 شیشیوں کے لیے ____ /140 روپے
3 شیشیوں کے لیے ____ /210 روپے

[illegible]

بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ [illegible]

[illegible]

بیوٹی بکس 53 اورنگزیب مارکیٹ [illegible]
ایم اے جناح روڈ، کراچی

مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37 اردو بازار
کراچی فون نمبر 7735021

[illegible] خاندان میں [illegible] اور ان کو
تمہاری وجہ صرف یہ ہے۔ آپ کی اپنی دولت مند گھرانے
کی ہو تھیں۔ آپ کا باپ ایک اونچی پوسٹ پر تھا۔
مجھ جیسی ایک مڈل کلاس گھرانے کی لڑکی اور میرا باپ
ایک گورنمنٹ ملازم ایک طرح سے تلاش بھی کر
سکتے ہیں۔"

"[illegible] آپ" اس نے بات کاٹ کر اسے خاصی
ملامت آمیز نظروں سے دیکھا۔

"تم نے بہت غلط انداز میں سوچا ہے ورنہ اصل
بات یہ نہیں ہے اور دولت مند ہونے کی بات
تو کی ۔۔۔۔ بزرگ نے کہا ہے کہ اگر قدرت
کے نزدیک دولت قابل قدر چیز ہوتی تو یہ فرعون اور
[illegible] کو عطا نہ کرتی۔ دولت مند ہونا آج
کل [illegible] باعث عزت ہو تو ہمارے نبی سب
سے زیادہ دولت مند شخص ہوتے [illegible] سے زیادہ امیر
[illegible] چاہتے تو پہاڑوں کو سونے کا بنا
لیتے [illegible]

[illegible]

اس نے دماغ میں [illegible] تھی دل چاہ رہا تھا

ہر چیز [illegible] کر دے۔"

وال کلاک پر نگاہ پڑی تو گھبراہٹ ہونے لگی اور
جلدی جلدی تیار ہونے لگی۔

جس بے دلی سے تیار ہوئی تھی [illegible]
تھا وہ پیروں میں سینڈل پھنسانے [illegible] کی طرف
دوڑی سے ڈم ڈم کی باڑھ پھلانگ گئی۔ سینڈل [illegible]
ڈھیلا ہونے کی وجہ سے بڑی زور سے مڑا اور وہ
منہ دوسری طرف کی کیاری میں گری [illegible] ٹھیس
لگی کہ وہیں بلبلا کر بیٹھی رو گئی۔

"ہر گدھا دیوار پھلانگنے سے پہلے خود کو ہرن
تصور کرتا ہے۔" قریب سے اس کی استہزائیہ ہنسی
ابھری۔ اس کا درد گویا مزید بڑھ گیا۔ پہلے ہی وہ [illegible]
خار کھائے بیٹھی تھی اور اب اپنی ہتکی کا تماشا اس کے
سامنے ہی ہوا تھا۔

اس نے تاروں کا رول ایک طرف ڈال کر اس کی
طرف قدرے جھک کر ہاتھ بڑھایا۔

"اتنی جلدی کس بات کی تھی۔ اطمینان سے آ
سے آتیں۔ ابھی تو مہمان بھی سب نہیں آئے۔ چلو
اٹھو۔" احسان کرنے والے انداز میں اس کا ہاتھ بڑھا
چاہا لیکن وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر کھڑی ہو گئی۔

"کیا ہوا؟" اس نے نہایت ملائمت اور
معصومیت سے اس کے تیوروں کو دیکھا پھر سر ہلا کر
بھی اطمینان بھرے لہجے میں بولا۔

"چلو اچھا ہوا چوٹ زیادہ نہیں آئی۔ پچھلے سال
[illegible] بھی ہماری طرف اپنی باڑھ پھلانگ کر [illegible]
[illegible] چوٹ لگی کہ ابھی تک لنگڑاہٹ باقی ہے۔
[illegible] اس وجہ سے اس کی۔" ایک [illegible]
[illegible] اس کے سراپے کو بغور دیکھا۔

[illegible]

[illegible] کمرے میں ہی چلی گئی۔

[illegible] نظر گیا۔ وہ گل کے [illegible]
[illegible] اور گھبرا رہا تھا۔

جب [illegible] کے شلوار سوٹ میں تقریباً
[illegible] میرون
[illegible] دوپٹے اور بالوں میں موتیا کی کلیاں
[illegible] اسے نائی ماں کی بیٹی ہی ظاہر ہو گئی
[illegible] ہلکا سا میک اپ
[illegible] اس کی خوبصورتی کو اور بھی ابھار دیا تھا۔ تمام تر
خوبصورتی کے باوجود وہ سخت جوش اور مضطرب
دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں حزن
[illegible] رہا تھا۔ بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے
بیٹھی تھی۔ جیسے ہی نایاب اندر داخل ہوئی اسے دیکھ
کر اس کا اضطراب بڑھ گیا۔ وہ جھٹکے سے بیڈ سے
اتری۔

"آپ آ گئی ہو۔ علی بھائی سے کہہ کہہ کر تھک گئی
کہ تمہیں بلا دیں [illegible] سب کے
[illegible] مگر تمہارے نخرے ختم ہونے میں نہیں
[illegible]
مجھے پتا تھا [illegible] پیغام بھی مل گیا تھا۔" وہ اطمینان
سے [illegible] سامنے [illegible] اٹھا کر بالوں میں
[illegible] گئی۔

"[illegible] نہیں آئیں 'بھابی' بھی ہو کر
[illegible] تم کتنی ظالم ہو نایاب۔" وہ بیڈ پر بیٹھ گئی
[illegible] لہجے میں خفگی کے ساتھ [illegible] اتر آئی پھر
[illegible] آنکھوں سے دو موٹے موٹے آنسو نکل کر اس
کے [illegible] ہاتھ پر [illegible]

"تم بھابی بھی ہو گی [illegible] پریشان اور اداس ہو
[illegible]"

"جب قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر لیا ہے تو پھر
حوصلے سے سامنا بھی کرو ویسے [illegible] کوئی اتنا مضبوط
[illegible] نہیں ہے جو ہو جائے وہ بعد میں
[illegible] ہو سکتا ہے تو تم چاہو۔"

"[illegible] جو ہوا [illegible] بعد میں ہو سکتا ہے
[illegible] وقت [illegible] تم مجھے اس طرح کی [illegible]
[illegible] اور رخصتی کے وقت بھی سر پر ہاتھ

[illegible]
[illegible] نگاہوں میں شکوہ [illegible]

"ایک تم اور ایک علی بھائی ہی تو ہیں جنہوں نے
امی پاپا کے انتقال کے بعد [illegible] قریب سمجھا [illegible]
بے حد اپنا سمجھا۔ مگر [illegible]
علی بھائی تو۔" [illegible] سب ہاتھوں میں [illegible]
چھوڑ دیا۔ پھر ایک [illegible] سانس بھر کر بولی۔

"ان کے خیال میں تو جنید رضا میں سارے جہاں
کی خوبیاں ہیں وہ تو ان کی نگاہوں میں جنت سے اترا
کوئی حور ہے۔"

اس کے حور پر کہنے پر نایاب اپنی برجستہ
مسکراہٹ کو نہ روک سکی۔ مگر دوسرے ہی پل اس کے
چہرے پر پھیلی اداسی دیکھ کر اور محسوس کر کے اپنی
[illegible] ہونٹوں میں سمیٹ لی۔

"وہ کہتے ہیں کہ تمہیں جس نے بھی جنید کے
بارے میں الٹی غلط سلط باتیں بتائی ہیں۔ وہ اصل وہ
تمہاری خوش نصیبی سے جیلس ہو رہا ہے۔ وہ ہرگز
نہیں چاہتا کہ تمہیں اتنا اچھا ساتھی ملے۔" گل اپنی
سادگی میں کہے جا رہی تھی جبکہ نایاب کے دل میں
[illegible] تیر پیوست ہو گیا۔ دل چاہا فوراً [illegible]
باہر نکل کر اسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر شوٹ کر دے۔

"تم نے انہیں یہ نہیں بتایا کہ یہ باتیں مجھے
نایاب سے پتا چلی ہیں۔ جنید کی کزن اس کے کالج میں
پڑھتی ہے اور یہ کہ اس کزن نے جنید کے بارے میں
اسے ساری باتیں بتائی ہیں۔" [illegible] کہ علی بھائی کو
تو اپنے اس دوست میں کوئی عیب نہیں دکھائی دیتا۔ وہ
تو اس کے خلاف ایک لفظ سننے کے روادار نہیں ہیں۔
رات مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا اور تھپڑ بھی مارا۔" وہ رو
دینے کو تھی۔

"[illegible] جو آنسو بہائے ۔۔۔۔ آنسو کمزور اور
بزدل بہاتے ہیں۔" وہ ڈپٹ کر اسے چپ کرانے لگی
کہ اچانک کھلے دروازے پر نظر پڑی۔ جانے وہ کب
اندر آیا تھا اس پر ایک نگاہ پھینک کر دیوار گیر الماری

کھل کر جانے کیا محسوس کرنے لگی۔ ایک پل اسے بے طرح عجیب سا احساس ہوا، گل نے بھی سٹپٹا کر نایاب کو دیکھا اور وہ اٹھ گئی۔

♥ ♥

منگنی کی رسم میں گل کا ننھیال بھی شریک تھا اور یوں شمائل غریب کو گویا جیسے [illegible] ہی پوری کر دیا ہو۔ گل کی [illegible] بچے [illegible] ہونے کا ہوا اور [illegible] رہی تھیں۔ سب سے الگ تھلگ [illegible] سے ہی رہی بات چیت کر رہی تھیں۔ البتہ خاصی [illegible] میں تھے اور لڑکیوں کو مسلسل اپنی نگاہوں کے گھیرے میں قوس کیے ہوئے تھے۔ ان ہی میں گل کا ماموں زاد شہریار بھی تھا جس کی نگاہوں میں نایاب کا سراپا [illegible] کر گیا اس کے بعد وہ انھوں [illegible] رہا۔

بلیک [illegible] اور ریڈ کلر کی نئی شرٹ میں ملبوس وہ بے حد اسمارٹ اور ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ نایاب کے لیے اچھا خاصا وہ سرپرائز ہی [illegible] دل [illegible] گئی۔ وہ جہاں [illegible] تھا اس کی نگاہیں اس سے [illegible] کر رہی تھی [illegible] شدت سے محسوس کر رہی تھی [illegible] شہریار کو [illegible] نایاب کو اس کی نظروں سے دور [illegible] اس سے [illegible] کی [illegible] گل سے اچھا خاصا غلط [illegible]۔

"[illegible]"

[illegible]

"آپ تمہارا [illegible]" گل [illegible] ادا کر دی۔ [illegible] کے اندر [illegible] پھیل گئی۔ اس نے [illegible] اس [illegible] حویلی کی طرف [illegible] گاڑی [illegible] دیکھا بہت [illegible] کر دیا تھا۔

محض اس خوبی اور خاصیت کے باعث [illegible] حسن بخشتا ہے، ہر شے کو نکھار دیتا ہے، بالخصوص آنکھ کو ہر حسن دے کر خیرہ کر دیتا ہے۔ [illegible] شہریار احمد سے زیادہ اس کی چمکتی گاڑی اور [illegible] سوچا۔ پھر یکدم مسرور ہو کر ہنس پڑی۔

"تو یہ گھریلا امیر کبیر صرف میرے لیے آیا تھا۔" اس احساس نے اسے کتنی دیر سرشار سا رکھا اور احساس بھی گل نے ہی دلایا تھا کہ "وہ آیا تھا لیے تھا اور جاتے جاتے مجھ سے تمہارا [illegible] لے گیا ہے۔ مجھے مجبوراً دینا پڑا تاکہ کوئی بدمزگی نہ ہو جائے۔ خاندان کا معاملہ تھا۔ ورنہ میرا تو بالکل انکار کر دینے کو دل چاہ رہا تھا۔" وہ بتاتے ہوئے [illegible] محظوظ ہو رہی تھی اس سے نایاب کو اندازہ تھا کہ اس نمبر دیتے ہوئے جانے کیا حالت ہوئی ہوگی۔ وہ عجیب سے احساس میں گرفتار تھی کہ وہ ارتکاب دیے جانے انداز میں بولی۔

"دیکھو نایاب! شہریار کو زیادہ لفٹ کرانے کی ضرورت نہیں ہے اور مروت بھی بالکل نہیں برتنی۔ میرا کزن ہے تو کیا ہوا، ہے تو انتہائی چھچھورا انسان بلکہ ہمارا پورا ننھیال سوائے [illegible] رکھنے کے کوئی [illegible] نہیں رکھتا اور شہریار تو بالکل بھی نہیں۔" گل کے انداز میں اپنے ننھیال کے لیے کوئی اچھا تاثر نہیں تھا اسے بہت زور کی ہنسی آگئی۔ بلکہ دل تو چاہا اس کی [illegible] — بات پر کھل کر قہقہہ لگائے جانے جیسے کوئی خوبی نہیں تھی اور [illegible] جان تھی یہ گل بھی۔

[illegible] دولت خود ایک بڑی خوبی ہے اور گل [illegible] سو خوبیاں پیدا کر دیتی ہے، اس سے تو سارے [illegible] چھپ جاتے ہیں۔ [illegible] طاقت اور طاقت سے [illegible]

[illegible] گل شہریار کے لیے وہ [illegible] اس کی ایک جھلک دیکھنے [illegible] اس کا [illegible] شہریار [illegible] فون کیا تو اس کا دل خوشی

کے احساس سے دھڑکنے لگا، مگر حواس جانے کیوں معطل سے ہونے لگے، ساری طراری اعتبار سے کئی چیزوں کی طرح فضا میں بکھر گئی۔ وہ جس انگوٹ اور بے تکلفی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ نایاب کے ہاتھ پیر پھلانے کو کافی تھا۔

ایک پل وہ اسے چھچھورا تاپ کا ہی لگا، مگر دوسرے پل دل کی خوشگوار دھڑکن سے الٹنے لگے احساس نے اس خیال کی نفی کر دی۔ [illegible] کتنی دیر تو یونہی صوفے پر بیٹھ کر اپنے دل کی دھڑکن اپنی سماعت میں دھڑکتا محسوس کرتی رہی۔

"سنو! شہریار بھائی کا فون آیا پھر؟" گل دوسرے دن [illegible] اس کی طرف دوڑی آئی، اس کی اس [illegible] اسے ہنسی آگئی۔

"ہاں۔"

"تم نے زیادہ لفٹ تو نہیں کرائی نا۔ دیکھو انھیں انگلی دو گی تو وہ پہنچا پکڑیں گے۔"

"تم اپنے کزن کے لیے ایسے جذبات رکھتی ہو۔" وہ اسے چھیڑنے لگی۔ "ایسے ہی خیالات میں علی کے لیے رکھوں تو تمہیں غصہ آ جاتا ہے۔"

"خبردار جو میرے بھائی سے اس شخص کا موازنہ کیا ہے۔ ان میں اور علی بھائی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔" وہ اسے [illegible] ہنسی پھر سر تاسف کے انداز میں ہلا کر بولی۔

"ہاں اس میں اور علی میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ علی زمین اور وہ آسمان۔ کہاں اس کا اور علی کا مقابلہ۔" اس کی اس بات پر گل خفا ہو کر چلی گئی، اس نے بھی منانے کی کوشش نہ کی۔

شہریار دوسرے تیسرے دن فون کرنے لگا۔ وہ اس سے شادی کا خواہش مند تھا۔ اس نے یہ بات گل کو بتائی تو وہ بالکل گم صم ہو گئی۔ کسی طرح کا رد عمل ظاہر نہ کیا، اس کی خاموشی نے اسے کسی بھی رد عمل سے باز رکھا۔

ادھر نایاب کے اندر بھی [illegible] تھے خواہشیں [illegible] دل سے نکل کر آنکھوں میں خواب بن کر آ گئیں۔

رو پہلے سنہرے خواب جن کی تعبیر رکھنے کی امید ہوتی ہے۔

مگر اس کے ساتھ اور بھی سوچ رہی تھیں۔ اس روز یونیورسٹی سے آئیں تو امی ابو کسی امید بھری خوشی سے چہک رہے تھے۔ آپا ابو اور [illegible] نے نایاب اور علی کے رشتے کی بات کی تھی۔ [illegible] کے خیال میں وہ علی کے فرض سے جلد فارغ ہو جائیں گے اور یوں نایاب کا فرض بھی ادا ہو جائے گا۔ اس نے جب یہ بات اس سے کی تو اس کے اعصاب یکدم کشیدہ ہو گئے۔ ان کتنی خواہشات تھیں دل کے اندر انھیں جیسے دھواں بنا کر اڑا دیا۔ خواب کو کوئی محل تو نہیں ہوتے خواہشات اس کو تعمیر کی ایک اینٹ دو سری اینٹ نہیں۔ اس نے صاف لفظوں میں انکار کر دیا آپی کو [illegible]

پہلے ہی دن [illegible] راستوں اور وسوسوں کی آہٹ دل پر محسوس کر رہی تھیں۔ اس کے جواب نے ان واہموں کو یقین میں بدل ڈالا۔

"پاگل ہو گئی ہو تم بہت اونچے خواب دیکھنے لگی ہو۔ بات سنو میری۔" انھوں نے اس کا بازو پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"شہریار اور ہمارے اسٹیٹس میں زمین آسمان کا فرق ہے اور اگر بالفرض محال وہ چاہے گا بھی تو اس کی ماں ایسا نہیں چاہے گی۔"

وہ تپیلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر چپ چاپ کھڑی تھی۔

سعدیہ بتا رہی تھی کہ اس کی ماں نے گھر میں ایک ہنگامہ کھڑا کیا ہوا ہے، "ان کا باپ بھی بیٹے کی اس خواہش سے خائف ہے اور تو اور بہنیں بھی خوب ناک بھوں چڑھا رہی ہیں۔ سوچو ذرا میں تمہیں اس گھر میں بھیج سکتی ہوں۔ جہاں تمہیں عزت اور توقیر نہ ملے جہاں ابھی سے سب تمہارے مخالف ہیں۔"

اس نے بے چینی سے پہلو بدلا اور امی کی طرف

دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں تلخی چھلک آئی۔

"بکواس کر رہے ہیں وہ۔ جھوٹ بول رہے ہیں آپ کو وہ غلط رہے ہیں اس کے خلاف۔ جیلس ہیں وہ اور گل دونوں مجھ سے، میرے مقدر سے۔ اس لیے ایسی بے سروپا باتیں کر رہے ہیں۔" وہ بے پناہ تلخ ہو گئی۔ اس نے غایت درجے حیرانی سے اسے دیکھا تو وہ نظریں چرا گئی اور وہاں سے چلی آئی۔ اسے علی کا کہا ہوا ایک ایک لفظ جھوٹ اور مکر لگ رہا تھا۔

"بھلا مجھ میں کیا کمی ہے کہ اس کی ماں ناپسند کرے گی۔ خوبصورتی، تعلیم، اچھا خاندان۔ اور رہی دولت کی بات تو بھلا اس کی ان لوگوں کو کیا کمی ہے۔ سراسر بکواس ہے یہ۔" اس کے انکار نے گل کو انتہائی ملول کیا تھا۔

"آئی کانٹ بلیو کہ دولت پیسہ تمہارے لیے اس قدر اہم اور اٹریکٹو چیز ہو گی۔ محبت، رشتے، ناتے، خلوص، وفا، کردار تمہاری نظر میں بے معنی شے ہیں۔ اٹس ویری اسٹرینج۔" گل کے لہجے میں تاسف، حیرت، دکھ کیا کچھ نہیں تھا۔ ایک پل وہ بھی ندامت اور اضطراب کی لپیٹ میں آ گئی۔ کوئی لہر تھی جو اس کے اندر سے اٹھی مگر پھر اندر ہی کہیں دم توڑ گئی۔ وہ بالوں کو لپیٹ کر ایک گہری سانس بھر کر ہلکے سے مسکرائی۔

"میں تمہاری طرح محض کردار، اخلاق، سیرت اور خاندانی شرافت، نجابت پر گزارا نہیں کر سکتی۔ ٹھیک ہے ایک حد تک یہ چیزیں ہونی چاہئیں، یہ معیار بھی برا نہیں ہے مگر جب ہمارے سامنے کے راستوں پر خوبصورتی، آسودگی، ہمارے خوابوں کی خوش نما تعبیر چمکتی ہوئی ہو تو ان کو آگے بڑھ کر نہ سمیٹنا اور منہ پھیر لینا، سراسر ناشکری اور حماقت ہو گی۔ کیوں ہے نا۔" اس نے اس کی آنکھوں میں براہ راست جھانک کر جیسے اپنی بات میں وزن پیدا کرنا چاہا۔ جواباً گل بڑے تحقیر آمیز انداز میں مسکرائی۔

مگر وہ اس کی مسکراہٹ قطعاً نظرانداز کر گئی اور اپنے ہی کسی خیال میں ڈوب کر عجیب یاسیت بھرے لہجے میں بولی۔

"امی بڑے... گھر میں میری ماں کو [illegible] طبقے کی لڑکی ہونے کی وجہ سے وہ عزت اور [illegible] نہ ملی جو تمہاری ماں کو اس کی مضبوط بیک گراؤنڈ کے باعث ملی۔ میرے ابو ایک معمولی آفیسر تھے [illegible] تھی ان کی۔ سو ان کی بھی اس گھر میں وہ عزت نہ تھی جو تایا ابو کی تھی۔ تمہارے پاپا کی تھی [illegible] بڑے آفیسر تھے۔ مگر ہم دونوں طرف سے [illegible] ہوئے اور یوں میں ایک احساس کمتری کے [illegible] آ گئی۔ خود کو ہمیشہ ایک غریب ماں باپ کی بیٹی سمجھا [illegible] ان سب محرومیوں نے شاید میرے سوچنے کا انداز بدل ڈالا ہے۔"

اس کی آواز دھیمی ہوتے ہوتے بند ہو گئی [illegible] خوش نما آنکھوں میں سرخی اتر آئی۔ جن میں ان گنت سلگتی خواہشوں کا دھواں بھرا ہوا دکھائی دینے لگا۔

گل نے کچھ کہنا چاہا کہ وہ یکدم افسردگی کے اس [illegible] سے نکل کر ہلکے سے ہنسی۔

"میں۔۔ میں چمکتی گاڑی میں گھومنا چاہتی ہوں۔ بڑے بڑے شاپنگ سینٹرز میں جا کر دل کھول کر [illegible] کرنا چاہتی ہوں۔ مہنگے بوتیکس کے کپڑے اور امپورٹڈ پرفیوم سے خود کو بسانا چاہتی ہوں۔ کیا یہ سب علی مجھے دے سکیں گے۔" اس نے [illegible] استہزائیہ سانس بھری اور خود ہی ہنسنے لگی۔

"ہرگز نہیں۔ تو۔ تو۔ خیر! ممکن ہی نہیں۔"

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔ علی کے پاس اپنی بائیک ہے۔ بہت جلد [illegible] بھی مل جائے گی اور جاب میں ترقی بھی۔" گل کو [illegible] کا یہ تحقیر آمیز انداز سخت گراں گزرا۔

"ہاں اس کے پاس گاڑی بھی آجائے گی [illegible] سب نہیں آئے گا جو میری چاہت ہے، خواہشات [illegible]"

"خواہشات تو پہاڑوں کے اندر سے پھوٹنے والے چشموں کی مانند ہوتی ہیں، پھوٹتی ہی رہتی ہیں۔ کب تک ان کے پیچھے بھاگتی رہیں گی، تمام عمر تمہارے اندر سے [illegible]

پیٹ میں آ گیا۔

"گل! تمہاری اور میری سوچ میں بہت فرق ہے۔ یا شاید میں بھی تمہاری طرح ہی سوچتی اگر میرے سامنے میرے خواب کی تعبیر نہ آ جاتی۔ تب میں بھی تھوڑے پر قناعت کر لیتی جس طرح تم نے حیدر رضا خان کو اس کی صرف شرافت خاندانی نجابت اور کردار کی وجہ سے قبول کر لیا ہے ورنہ وہ کیا ہے؟ معمولی تنخواہ دار ملازم جس کی ترقی کے چانسز تو ہیں مگر بہت دیر کے بعد۔" وہ بے خیالی میں بول رہی تھی مگر اس نے گل کے چہرے پر نظر پڑی تو کھسیا کر نظریں چرا لیں۔

"تھوڑی دیر پہلے میں نے جھوٹ بولا تھا تم سے جنید کے بارے میں۔ ان لمحات میں [illegible] چاہتی تھی۔"

"[illegible] میں ایک عام سے متوسط شخص سے شادی کروں۔ مجھے بھی تمہاری طرح محلوں کے خواب دیکھنے کا حق ہے۔" اس نے بڑی تمکنت سے اس کی بات کاٹ دی [illegible]

[illegible]

کے انداز اور تیور سے یہ بات ثابت تھی کہ وہ کس طرح نایاب کو بہو بنانے کے حق میں تھیں۔ انہوں نے بارہا ان کے اور اپنے اسٹیٹس کے فرق کو بھی جتایا۔

ان کے تحقیر آمیز انداز و رویوں نے ہی [illegible] دیکھی کیا تھا۔ تائی اماں بھی خاصی مشتعل ہوئی تھیں۔ نایاب کو کون سمجھاتا ادھر گل نے اس سے بات چیت بند کر رکھی تھی۔ ماما اور ابو کا بھی اسے سمجھانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ تائی اماں نے البتہ تھوڑی کوشش کی مگر نتیجہ خاطر خواہ نہ نکلا۔

ادھر گل پر الگ یہ الزام ہوا تھا کہ اس نے [illegible] سے پوچھے بنا کیوں تایا ابو اور تائی اماں سے نایاب کے رشتے کی بات کی تھی۔ گل [illegible] کر کے خوب روئی اسے گویا رونے کا بہانہ مل گیا۔ پہلے ہی وہ نایاب کے فیصلے پر آزردہ تھی [illegible] جس کے باعث وہ جنید سے منگنی کے [illegible] نفرت کرنے لگی تھی۔

جس روز نایاب کی بات پکی ہو رہی تھی اس روز گل پر شدید اداسی کا دورہ پڑا تھا۔ اس نے [illegible] بکھر جاتے اور سسکیوں کے مرغولوں میں گم ہوتے دیکھا تھا۔ ایک بار تو وہ [illegible] کے جانے تک اور اس سے الجھ پڑی۔

"آپ بہت ہی کم ہمت ہیں جو اپنے سامنے اپنے خوابوں کو ٹوٹتے بکھرتے دیکھ رہے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔"

[illegible]

نے تحت نظروں سے اسے دیکھا [illegible] بگڑتے ہوئے بولیں۔

"ایک بار تو آپ اسی سے کہہ کر دیکھیے [illegible] ہو سکتا ہے وہ اپنے [illegible] نظر ثانی کرے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا فیصلہ ہی بدل لے۔" اس کی اس معصومانہ بات پر ایک مجروح مسکراہٹ اس کے لبوں پر بکھر گئی۔ پھر ایک عجیب [illegible] ہاتھوں میں ہاتھ [illegible] ایک سرد سانس بھری۔

"[illegible] اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنا ہوتی فیصلہ بدلنا ہوتا تو وہ یہ فیصلہ کرتی ہی کیوں۔ یوں بھی دیکھا جائے تو وہ ایک جذباتی نہیں حقیقت پسند لڑکی ہے اس نے حقیقت پسندانہ فیصلہ کیا ہے کہ محبت [illegible] دل کی آسودگی کا نام رہ گیا ہے [illegible] آسودگی اور آسائش زیادہ اہم ہیں۔"

"آپ کون سا اسے بھوکا ماریں گے۔ کیا نہیں ہے آپ کے پاس۔" "وہ سب جو اسے چاہیے 'بہت [illegible]' وہ میرے پاس نہیں ہے۔" [illegible] محبت کا شکار ہو رہی [illegible] ساری امید جیسے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئی۔

"تم [illegible] ہو کر میں کوئے عشق کا کاسہ لے کر [illegible] کہ وہ اپنی نظر عنایت کے [illegible] یا اس کے پیروں سے لپٹ کر [illegible] اپنی محبت کا اظہار کر کے [illegible] محبت اگر طلب سے ہی ملتی تو [illegible] بے معنی اور بے وقعت شے ہوتی۔ [illegible] ارزاں [illegible] بے وقعت [illegible] کروا لیتے ہیں جو مجھے [illegible]

تھی۔ جس سے وہ [illegible] آنسو [illegible] سے [illegible] پھر اس نے [illegible] گلاب کی [illegible] ایک [illegible] پر خلوص [illegible] نایاب کا خیال تھا وہ اس سے [illegible] کی۔ مگر اس کے چہرے پر کوئی ایسا تاثر نہیں تھا حالانکہ اس نے کئی بار پوچھا بھی کہ گل [illegible] تو [illegible] وہ ہنس کر ٹال جاتی [illegible] چپ ہو کر رہ جاتی۔ اس کی منگنی کے روز [illegible] اس کی ساس نے شادی کی بات بھی کی [illegible] تائی اماں اور ابو دونوں کو اعتراض ہوا۔

اتنی جلدی تو وہ شادی کے حق میں نہیں تھے مگر ان کے اعتراض کو [illegible] صاحب نے [illegible] میں اڑا دیا۔

"اب آپ کو کون سا [illegible] امریکہ سے شاپنگ کرانی ہے بیٹی کو کہ اتنا ٹائم مانگ رہی ہیں۔ میرا تو خیال ہے [illegible] بھی بہت ہو گیا۔ ہاں اگر آپ [illegible] پریشان ہیں تو الگ بات ہے۔"

"سو جھمیلے ہوتے ہیں بچی کی شادی کے اور پھر ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ گل کی شادی کی تاریخ بھی اس کی ساس مانگ رہی ہیں اسی مہینے میں جو آپ بتا رہی ہیں اور ادھر بابر کی ساس کا بھی تقاضا بڑھتا جا رہا ہے۔ [illegible] کی تو [illegible] کر دیں گے مگر پہلے گل کی ہو جائے پھر نایاب کی تو زیادہ بہتر رہتا۔" تائی اماں نے سہولت سے بات سنبھالی مگر [illegible] ماں بیٹی کو پھر بھی اعتراض تھا۔

"شہریار کینیڈا جا رہا ہے چھ ماہ کے لیے، ہم چاہتے ہیں کہ شادی کر کے کینیڈا جائے تو اس طرح ہنی مون کا ٹرپ بھی ہو جائے گا۔" اس کی نند نے نیا نکتہ نکالا۔

"چلیں! آپ کے پاس کون سا دولت کی کمی ہے؟ دوبارہ چلے جائیں گے۔" تائی اماں طنز سے مسکرا دیں۔ امی تو بالکل گم صم ہو کر رہ گئی تھیں ایک تو پہلے ہی وہ مرعوب سی تھیں اور پھر ان کے تیور نے سہما دیا تھا اور ادھر تائی اماں بھی [illegible] آخر انہوں نے رشتہ ختم کر دینے کی دھمکی دی تو وہ چپ سی ہو گئیں اور آخر انہی کو اقرار کرنا ہی پڑا۔

ہوں تو میں ابھی گل کی جدائی کا سوچ کر آٹھ آٹھ آنسو بہانے کا سوچ رہی تھی کہ تمہاری جدائی کا پروانہ آ گیا۔" صبا اس کے پاس آ بیٹھی تھی۔ اس کے لہجے میں بڑی اداسی تھی جیسے وہ گل ہی یہاں سے رخصت ہو رہی ہو۔

وہ اپنے کسی خیال سے چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی جس کی اب اس کی انگلی میں چمکتی رنگ دیکھتی۔

"بہت رونق رنگ رہی ہے تمہارے اور ہیں تمہارے سسرال والے۔"

"تو میں نے اپنی طرف سے کون سی کسر چھوڑی ہے۔"

"کبھی تو دلہن سے دیہاتی لگ رہی ہو اور پھر تمہاری ساس جب والیں لے منگنی سے ایک روز پہلے ابی کو [illegible]

[illegible]

کبھی پھر ملیں گے تو پوچھیں گے

عجیب بے زاری اور بددلی کا عالم تھا۔ مایاب کو اپنی زندگی تہی سی لگی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ حیران تھی کہاں گیا وہ سارا جوش، ساری خوشی، پھیکا پن سمٹ آیا ہے اس کے اندر۔

ساری خواہشات، خواب کہاں رو گئے تھے۔ اس کیفیت پر وہ حیران بھی تھی اور مضطرب بھی۔ الگ جھنجلائی ہوئی تھی اور ان کا غصہ جھنجلاہٹ بجا۔ اس کی شادی میں تھوڑا وقت ہی رہ گیا تو ڈھیروں کام پڑے تھے۔

آج گل اور مانو کے ساتھ اس نے شاپنگ کا پروگرام بنایا تھا مگر تایا ابو نے ڈرائیور کے ساتھ گاڑی بھجوائی تھی جبکہ ہمیشہ علی ان سب کو شاپنگ پہ لے جاتا رہا تھا۔ مانو کی منگنی کی شاپنگ اور گل کی شاپنگ ان سب نے علی کے ساتھ کی تھی مگر اب علی کا یہ گریز۔ اس کی روح تک میں نشتر کی طرح اترا تھا۔

"دیکھو ڈھیر سارے کام پڑے ہیں تم یہ ہوتا کہ ایک کام بھی تو مانو اور گل کو سونپ دو [illegible] لے پڑی رہو۔" امی رات سے [illegible] نظروں سے گھور رہی تھیں [illegible] کے پھل میں منہ دیے باہر جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔

"میں تم سے کہہ رہی ہوں مایاب۔"

[illegible]

[illegible]

بولا۔ "محبت طلب کروں کیا ہے اگر محبت طلب سے حقیقت سی ہوتی۔"

[illegible] "اس کے دل کے آس پاس وہی [illegible]"

[illegible]

عجیب سے احساسات کے ساتھ انہیں دیکھنے [illegible]

[illegible]

"پھر تایا ابو اس بات کو نہ سمجھیں گے یہ اور یہ یہاں کی روایت نہیں ہے۔" وہ جھنجلی سے بولی۔

"اف!" وہ شاید بری طرح جھنجلایا تھا پھر تھک کر بولا۔ "یہ خاندان کے بڑے بوڑھے بہت تنگ کرتے ہیں۔ ابھی سے یہ تمہارا آئیڈیا ہے کہ تم اپنے دقیانوسی خاندان والوں کو کس طرح بہلا پھسلا کر [illegible] میں [illegible]" اس نے فون رکھ دیا۔ وہ بے حد غصے میں تھی پر اس کی [illegible] سراسیمہ سی کھڑی رہی۔

"جانے یا نہ جانے اور جانے تو کس طرح جانے اور جسے جانے کی تو وہ یقیناً خفا ہو جائے گا۔" [illegible] اس کی شخصیت کی بھی نہیں تھی شاید اس رشتے کے احساس کی کمی تھی۔ اب دونوں کے مابین تھی وہ اس میں [illegible] وہ گل کی طرف آئی گل بھی اس کی [illegible] پریشان تو ہوئی۔ [illegible] صورت پر [illegible]

[illegible]

"نہیں شہریار بے چارے کے جذبوں پر اوس ڈالنا چاہ رہی ہو، اچھا ہوا نگین نے منع کر دیا۔" وہ کھلکھلا کے ہنسا یا نہیں وہ طنز کر رہا تھا یا واقعی شہریار کا اتنا خیال تھا وہ نظر چرا گئی۔

[illegible] کے سمت میں وہ بکھری بکھری مگر قدرے جھینپی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جیسے کوئی مجرم جرم کرتے ہوئے پکڑا گیا ہو۔

"آپ جاؤ نگین کیوں ہو؟" وہ مسلسل ہارن بجا رہا ہے۔" اس نے اس کی توجہ مسلسل بجتے ہارن کی طرف دلائی اس نے پلکیں اٹھا کر بس ایک پل اس کی طرف دیکھا پھر پلٹ کر باہر نکل گئی۔

شہریار کے ہمراہ اسے [illegible] عجیب سی وحشت سوار رہی [illegible] تو سامان سے لدی پھندی [illegible] ساری چیزیں ڈال کر صوفے پر گر گئی۔

"تھک گئی ہو۔" اس نے [illegible] کی تلافی کرتے کہا تو اسے بے ساختہ ایک نظر سامان پر ڈالی۔

"ہاں بہت زیادہ۔" ایک ہلکی سی سانس اس کے سینے کی تہہ سے آزاد ہوئی تھی یہ تھکن [illegible] سے ہو کر آئی تھی۔

"ممی بھی تمہاری شادی سے پہلے ہی خواہش [illegible] ایک بات ہے [illegible] سینٹرز میں شاپنگ کے لیے اور [illegible] کے کپڑے خریدے گی۔" گل وہاں [illegible] اور ساری چیزوں کو [illegible] اشتیاق سے [illegible] دونوں میں [illegible] وحشت سے [illegible] دی۔

"کیا کر رہی تھی گل [illegible] اس کی [illegible] تو وہاں [illegible] اس کے سامنے کر دی [illegible]

[illegible] عجیب سی بات ہے انسان سب سے زیادہ [illegible] کے لیے دیوانہ وار بھاگتا ہے مگر جب وہ چیز اس کی دسترس میں آجاتی ہے تو اس کی دیوانگی اس کا جنون جانے کن [illegible] کی بات

ہو کر رہ جاتی ہے۔ وہ ان اشیاء کو یوں دیکھ رہی تھی جیسے کبھی اس کی خواہش تمنا رہی نہ تھی [illegible] آجانے والی عام سی شے لگنے لگی ہے۔

جیسے سنہری تتلی فضا میں پر پھیلا کر اڑتے ہوئے معصوم بچے کو اپنا دیوانہ بنا دیتی ہے مگر جب اس کے ہاتھ آجائے تو بے رنگ، بے رنگی اور بے حس ہو جاتی ہے — پل بھر کے بعد اس کے دل سے اتر جاتی ہے۔

اسے لگ رہا تھا اس کے ہاتھ میں بھی [illegible] مردہ، بے حس، ساکت، بغیر پروں والی تتلی آن ٹھہری ہو۔

فون کی گھنٹی نے اس کے خیالات کے تسلسل کو توڑا تھا۔ فون اس کی ساس کا تھا نگین نے سلام دعا کرنے کے بعد ریسیور اس کی طرف بڑھا دیا اور خود اس کی بکھری چیزیں سمیٹتے ہوئے سوچنے لگی۔

"کیا سستی سی خواہشات ہیں نایاب تمہاری۔ بھلا ان کی قیمت ہی کیا، پہن کر پھٹ جانے والے کپڑے، گھس کر ختم ہو جانے والی جوتیاں، بے رنگ ہو جانے والی آرٹیفیشل جیولری، کتنا خسارے کا سودا کیا ہے تم نے ان چیزوں کے عوض کردار کی روشنی، شرافت، نجابت اور محبت بیچ ڈالی ہے تمہیں [illegible] زندہ رہتی ہے حیات [illegible] ہے تم حقیقت پسند [illegible] چلو خدا تمہیں خوش رکھے جہاں بھی رہو۔" وہ ساری چیزیں قرینے سے سمیٹ کر الماری کی طرف بڑھی کہ نایاب [illegible] کچھ پریشان ہو گئی۔

"[illegible] آنٹی! ممی سے یہ چیزیں پہلی بار [illegible]

[illegible] آپ شوق سے [illegible]

[illegible] دوسری طرف سے [illegible]

[illegible] مجھے کوئی فرق نہیں پڑے۔"

"[illegible] تمہیں یہ سب کس بات پر چڑھ رہی ہے [illegible] سارا سامان اپنے لیے منگوا رہی ہیں [illegible] ساری چیزیں [illegible] تھوڑا صبر کرنا پڑے گا [illegible] کبھی شاپنگ نہیں کی [illegible] شاپنگ تو ہر حال نہیں کی ہو گی۔"

"ایک شاندار شاپنگ کا ارمان تھا ابھی نہیں۔" وہ [illegible] کے بیچ پڑی۔ "میں کہہ تو رہی ہوں آپ [illegible] ابھی نہ رکھیں۔"

"ارے نہیں نہیں بری تو ہماری عزت اور ناک کا مسئلہ ہے بھئی تمہیں بھی ہو جس خاندان کی بھی ہو ہمیں تو اپنی حیثیت اپنا خاندانی وقار ملحوظ خاطر رکھنا ہی ہے نا۔"

"عزت کا تعلق صرف روپے پیسے سے نہیں ہوتا۔ ہم بھی کوئی [illegible] بڑے خاندان کے نہیں ہیں۔"

"نایاب کیا کر رہی ہو۔" نگین نے گھبرا کر اس کے ہاتھ سے ریسیور لینا چاہا مگر اس نے اسے پیچھے دھکیل دیا۔

"ہاں تو میں کون سا تمہیں کچھ کہہ رہی ہوں عزت اور خاندانی ہونا اپنی جگہ غریب مڈل کلاس ہونا اپنی جگہ۔"

"بہرحال یہ ساری چیزیں آپ ہی کو مبارک، جب [illegible] لائے گی تو اس سے بھی اچھی اور [illegible] ہیں۔" جواباً ساس صاحبہ کھلکھلا کے ہنسیں "ہاں تو جہیز تو تم لوگوں کو ہماری حیثیت کے مطابق دینا ہو گا۔ آخر شہریار کی بھی عزت ہے اسے اپنی [illegible] میں سر اٹھا کر چلنا ہے ایسا نہ ہو کہ گل کو [illegible] ہونا پڑے تو اسے اپنے فیصلے پر پچھتانا پڑے۔"

اور اس کا خون کھول اٹھا اتنی ذلت کا [illegible] اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا اسے اپنی پیشانی یوں دہکتی ہوئی لگی جیسے کسی نے جلتے شعلوں سے داغ دیا ہو۔ اس نے پوری طاقت سے ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ کس لہجے میں تم ان سے بات کر رہی تھیں۔" امی جو دروازے میں آ کھڑی تھیں اس کے فون رکھتے ہی پریشان سی اس کی طرف بڑھیں۔

"اس لہجے میں وہ بات کر رہی تھیں اس سے بہرحال بہتری اسی میں تھا۔" اس نے [illegible] گل کے ہاتھ میں پکڑے شاپرز کو گھورا۔

"یہ تم نے جو اپنے ساتھ اور شہریار کی [illegible]" [illegible] کمرے سے نکل گئی اور گل حیران پریشان سی دروازے کی طرف دیکھتی رہ گئیں۔ پھر امی کے لبوں سے بے ساختہ ایک سانس نکل گئی۔

"اسے سمجھاؤ گل! کیا ہو گیا ہے اسے یکایک۔ کہاں تو شہریار سے شادی کرنے کے لیے اس نے میری ایک نہ سنی اور اب اسے کیا ہو گیا ہے کہ اتنی بے زاری دکھا رہی ہے اس طرح تو بہت مشکل ہو جائے گی۔"

گل نے ہلکے سے سر ہلا دیا۔ پھر اپنے ہاتھ میں پکڑے شاپرز کو دیکھ کر ایک مجروح سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر پھیل گئی۔ شاید اسے اب احساس ہو رہا ہے کہ عزت نفس ہر حال خواہشات سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ وہ اور ہی ہوتی ہیں جو ان چیزوں کے عوض [illegible] جاتی ہیں۔ "آخر خاندانی وقار اور باعزت کون ہے جو ترس کھا دے گا۔"

❤ ❤

دوسرے روز شہریار کا فون آیا تو وہ جذباتی [illegible] گل اور اس کی امی کے رویے کے بارے میں تو وہ جیسے [illegible] کر اس نے کسی طرح کی حیرت کا اظہار کیا نہ [illegible] لگا۔

"ہم تم نایاب، انہوں نے کچھ غلط تو نہیں کہا تھا بری میں رکھ لیں گی تو کیا ہو جائے گا آخر تم ہی [illegible] سب تمہاری ہی ملکیت ہے نا۔"

"میرا مطلب چیزوں سے نہیں ان کے دل دکھانے سے ہے۔"

"او ہو بھئی، تم اب اتنی معمولی معمولی باتوں پر مائنڈ مت کیا کرو۔"

"یہ معمولی بات نہیں ہے شہریار صاحب، میری بے عزتی کی گئی ہے۔"

"میرے خیال میں تو یہ معمولی بات ہی ہے، تم خواہ مخواہ میں ایشو بنا رہی ہو۔ اب جے بوڑھے لوگ اسی انداز میں بولتے ہیں اور امی کی عادت شروع ہی سے ایسی ہی ہے۔ تم مائنڈ مت کیا کرو۔ بلکہ میرا مفید مشورہ تو یہی ہے کہ ابھی سے ان کے مزاج کو سمجھ کر رہنے کی پریکٹس شروع کردو، اسی میں تمہارا بھلا ہے اور تمہیں تو ان کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے آخر کار تمہیں اپنی بہو بنانے پر رضامندی دے دی۔ ورنہ اپنی بھتیجی کو بہو بنا کر رکھتیں یقیناً، تمہیں تو پتا ہے کتنی لڑکیاں میری آرزومند تھیں مگر جناب ہم تو ایسے آپ کے اسیر ہوئے کہ کہیں کے نہ رہے، چلو غصہ تھوک دو، تمہارے پاس تو اب فخر کرنے کو بہت کچھ ہوگا۔"

"اب۔۔۔" اس کے دل پر برچھیاں چل رہی تھیں اور وہ اس سے بے خبر اپنی ہی کہے جا رہا تھا۔

"ہاں بھئی مجھ جیسا دولت مند، ویل ایجوکیٹڈ، اونچے گھرانے کا چشم و چراغ تمہارا شوہر ہوگا، اور تم ایک بڑے گھر کی بہو کہلاؤ گی۔"

وہ اپنے تئیں اسے بہلا رہا تھا۔ مگر در حقیقت اس کی ذات کی نفی کر رہا تھا۔

اس کی عزت نفس پر کچوکے لگا رہا تھا، اس کا ایک ایک لفظ اس کے اعصاب پر کوڑے کی مانند لگ رہا تھا۔ ریسیور رکھنے کے بعد بھی کتنی دیر تک وہ اعصاب شکن احساس کے ساتھ قالین پر ساکت و صامت بیٹھی رہی، اسے لگا بہت بڑا پتھر تھا جو اس کے اعصاب پر لگا تھا۔ اس کی دل کی جھیل پر گرا تھا اور اسے بری طرح منتشر کر گیا تھا۔

"جذبے کھیل نہیں ہوتے، محبت قیمتی متاع ہوتی ہے ناقدر شناس اس کی عزت اور توقیر کے کانچ کو گدلا کر دیتے ہیں۔" پھر وہی بازگشت اس کی روح پر بوجھ بن کر چیکنے لگی۔ وہ گھبرا کر لان کی کھلی فضا میں نکل آئی۔ شام ڈھل رہی تھی، رات کی تاریکی دھیرے دھیرے اپنے پنجے گاڑ رہی تھی۔

وہ بوگن ویلیا کی باڑھ کے پاس بیٹھ گئی اور کیاری کی گیلی مٹی پر انگلی سے بے مقصد لکیریں کھینچنے لگی۔

وہ سوچ رہی تھی کہ پا لینے کے احساس کی بدمست خوشی سے کہیں زیادہ بہت کچھ کھو دینے کے احساس کی اذیت ہوتی ہے اور وہ تو مسلسل کھو رہی ہے اور شاید اپنا آپ بھی کھو دے۔

اس کی آنکھیں جلنے لگیں، وہ ناریل کے تنے سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے اپنے آپ سے نجات پانے کی سعی کرنے لگی جیسے اپنا آپ ہی اس کے دکھ کی وجہ ہو۔ اور حقیقت تو یہی ہے کہ غلطی ہماری ہے ہم تو غیروں کو اپنی تکلیف کا موجب سمجھتے ہیں خود اگر غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ خود ہمارے افعال ہماری بربادی کا باعث ہوتے ہیں۔ خواہشات کو [illegible] یہ تو پرواز مانگتی ہیں اور آسمان جتنی وسعت۔

"کیا بات ہے تایاب۔ یہاں کیوں بیٹھی ہو؟" [illegible] کی مدھم اپنائیت بھری آواز اسے بے حد نزدیک سے سنائی دی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ مگر فوراً ہی جھکا دیا۔ اسے اپنی آنکھوں کی [illegible] کا احساس ہوا۔ مگر علی سے اس کی آنکھوں کے ڈورے [illegible] سرخی مخفی نہ رہ سکی، تاہم وہ جیسے نظر انداز کرتے ہوئے بولا۔

"خیریت، یہ اتنی تنہائی پسند کب سے ہو گئی ہو تم۔" وہ درخت کے تنے پر ہاتھ جما کر اس کے چہرے کو بغور دیکھنے لگا۔

"بس یوں ہی دل چاہ رہا تھا سو یہاں آ بیٹھی" [illegible] جھکائے گھٹنے پر ٹھوڑی ٹکائے بولی۔

"کوئی مسئلہ تو نہیں ہے میرا مطلب ہے [illegible] کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا نا۔" وہ قدرے [illegible] پوچھنے لگا۔ تب وہ سرگوشی میں [illegible] لہجہ اور اس وحشت ناک کیفیات میں [illegible] دل پر طمانیت کا احساس طاری [illegible]

"مجھ پر بے جا غصے کے اس نے اس کے
ہاتھ سے گلاس چھین کر پوری قوت سے مارا۔ کانچ کا
گلاس ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر قالین پر بکھر
گیا۔ وہ اس کی اس جرأت اور حرکت پر
ہکا بکا رہ گئی۔ حیرانی سے اسے دیکھا
رہی تھی۔ اب رونے لگی تھی۔
"مجھ پر چیخ کر اس طرح کے علاوہ
کوئی حق نہیں پہنچتا کہ آپ کو مجھے
بلا وجہ ہی ڈانٹیں۔ آپ کے بیچ اپنی محرومی کا اظہار
کرنے لگیں۔" وہ اطمینان سے مسکرایا یوں گویا
مسکرا رہا ہو۔
"اچھا بات نہیں تمہارے کمپلیکس ہیں۔
میں نے دیکھا ہے ابھی تو آپ لائف سے سو فیصد
ہی دیکھا ہے۔" اس نے اس کے چہرے سے نظریں
ہٹا کر بکھرے کانچ پر ڈالیں۔
"نہ غلط حرکت ہے۔ مجھ غریب پر اتنا بار
نہ ڈالیں۔ کتنا قیمتی گلاس تھا۔" اس نے
شکایت بھری نظر اس پر ڈالی اس کے طنز آمیز
لہجے نے پیار دیا اور جھٹکے سے رخ موڑ لیا۔
"آپ نے تمہاری نظر میں اب کیا وقعت اس کی
ہو سکتی ہے۔" اس نے یکدم
ہنسی سے کہا۔
"میں درینہ کو بھیج دیتی ہوں وہ کمرے کی صفائی
کر دے گی۔ بے حد کو ٹوٹ کر جانے کی گہرائی
سے اس کا وہ چکرا کے کھیلا ہے۔ جتنا بالکل غیر
متوقع تھا وہ گھبرا کر اس کے بازو سے لپٹ گئی
لیکن اگلے ہی پل جھٹکے سے خود کو چھڑانے لگی۔
"معاف کریں یہ میری ہو گی۔"
"چلو ہو گئی کوئی زحمت۔ دنیا کی صحت کے لیے
ضروری ہے۔" ایک لمبی سی سانس بھر کر اس نے
نظریں اس کے چہرے پر جمائیں۔
وہ یکدم جھینپ کر شرم کے شدید احساس میں آکر
اس کی گرفت سے بازو چھڑا کر
جھک کر کانچ چننے بیٹھ گئی۔

بیٹھ کی طرح وہ اس کے سامنے خود کو بے بس
محسوس کر کے رہ گئی اور غیر ارادی طور پر بالکل گم صم
ہو گئی تھی۔
"برش سے صاف کر دو ہاتھ میں لگ جائے گا۔" وہ
ڈسٹ بن اٹھا کر اس کے قریب رکھتے ہوئے بولا۔
جس میں برش بھی تھا مگر وہ اس کی بات ان سنی کرتی
کانچ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہاتھ سے اٹھا اٹھا کر
ڈسٹ بن میں ڈالنے لگی۔ پھر ڈسٹ بن ایک طرف
رکھ کر ہاتھ جھاڑتی کھڑی ہو گئی۔
"اگر کوئی کانچ رہ گیا ہو اور وہ آپ کو زخمی کر دے تو
میں معذرت خواہ ہوں۔" وہ اس کے مسکراتے چہرے
پر ایک افسردہ سی نگاہ ڈال کر بولی اور پلٹ کر کمرے سے
نکل گئی۔ اس کے مسکراتے لب سکڑ گئے۔
عجیب سے احساس میں گرفتار وہ کتنی دیر یوں ہی
کھڑا رہ گیا اس کی موجودگی کو محسوس کرتا ہوا پھر ایک
گہری سانس بھر کر قالین کے اس حصے کی طرف
دیکھا۔
"ایک نہیں بہت سے کانچ تم میرے اندر اتار گئی
ہو نایاب! اور تم کہہ رہی ہو کہ اپنے زخموں میں
ہمیں بے خبر نہیں۔"
"کاش میرا دل بھی قالین کا حصہ ہوتا تو تمہاری
نرم انگلیاں میرے ایک ایک کانچ کا اظہار
ڈسٹ بن میں ڈالتی جاتیں۔"
اس کے لبوں سے آہ سی نکلی اور وہ
الماری کی طرف بڑھ گیا۔

• •

اس کی شادی کی تاریخ ... [illegible]
[illegible]

مضبوط بازو کو جھٹک کر اس نے اس ریلے کو روکا اور
بڑی مسکراہٹ کے ساتھ سر اٹھا کر بولی۔
"علی امیر! اس وقت کہیں باہر جانے کو دل چاہ رہا
ہے لیکن... ہم آئس کریم کھا کر آئیں۔" اسے شاید
اس سے اس خواہش یا جملے کی توقع نہیں تھی۔ وہ ہکا
بکا رہ گیا۔ مگر دوسرے پل کسی احساس نے اس کے
چہرے کے زاویوں میں تناؤ پیدا کر دیا۔ اس نے سختی
سے لب بھینچ کر اس سے ہاتھ چھڑا کر اپنی زاویے کی
جیبوں میں پھنسا لیے۔
"میں شہریار کو فون کر دیتا ہوں اس کے ساتھ جا کر
شوق پورا کر لیں۔"
"مگر میں اس وقت آپ کے ساتھ جانا چاہتی
ہوں۔" وہ اس کے بڑھتے قدم پر جلدی سے بولی تو وہ
رکا اور پلٹ کر اسے ایک نظر دیکھا پھر طنزیہ انداز میں مسکرایا۔
"ضروری نہیں تمہاری ہر خواہش پوری ہو۔"
وہ اس کی اس سرد مہری پر حیران رہ گئی وہ لمبے لمبے
ڈگ بھرتا جا رہا تھا۔ اس کا دل چاہا وہ بھاگ کر اس کے
راستے اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو جائے ضد کرے اور
اصرار کرے۔ مگر ایسا کچھ کر نہ سکی۔ اس کی اس بات
نے اسے بیچ اندر سے ادھیڑ کر رکھ دیا۔ وہ بھی
سے اٹھی اور اپنے پورشن کی طرف چلی گئی۔
"نایاب بی بی! آپ کو شہریار صاحب آئے ہیں۔"
ملازمہ اس کے کمرے میں آئی تو اس نے چونک کر...

بولی۔
"کوئی ضرورت نہیں ہے اور جا کر کہہ دو نایاب بی
بی کی طبیعت خراب ہے وہ ٹیبلٹ کھا کر سو چکی ہیں
اور ابھی سے بات کرنا ہو تو اندر بلا لینا۔" وہ چہرہ
بے بس کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
اسے اپنی کنپٹیاں سلگتی محسوس ہونے لگیں غصے
کا شدید ابال اندر سے اٹھنے لگا۔ یہ غصہ
در حقیقت اسے شہریار پر نہیں علی پر آ رہا تھا اس کی
کیفیت پر۔
درینہ نے آکر بتایا کہ وہ جا چکا ہے تو وہ فوراً
سے پیشتر اسی طیش کے عالم میں بڑے پورشن میں چلی
آئی۔
بڑی اماں اپنے کمرے میں تھیں عشاء کی نماز پڑھ
رہی تھیں اور لڑکیاں نگی کے کمرے میں تھیں۔ وہ
سیدھا علی کے کمرے میں چلی آئی۔
وہ اپنے بیڈ روم فریج سے پانی کی بوتل نکالتے ہوئے
اسے دیکھ کر ... اس کی سلگتی نظروں سے
نظریں ملیں تو وہ کمرے میں پانی لانے لگا۔
"آپ نے شہریار کو فون کیا تھا۔"
"ہاں۔" اس نے اطمینان سے پانی کا گلاس بھر کر
بوتل واپس فریج میں رکھتے ہوئے کہا۔
"کیوں؟" وہ بری طرح چیخ پڑی۔
"اس لیے کہ تمہارا آئس کریم کھانے کا موڈ ہو رہا
تھا۔" اس نے اسی اطمینان سے جواب دیا۔
نایاب کو اپنے اعصاب چٹختے محسوس ہوئے۔ اس
کی آنکھوں میں غصے کے ساتھ یکدم بے بسی اور
آنسو بھی آ گئے۔
"اگر مجھے شہریار کے ساتھ جا کر آئس کریم کھانا
ہوتی تو میں اس کو کہتی کہ مجھ آپ کی ضرورت نہیں تھی۔"
"میں نے سوچا تم اس کے ساتھ زیادہ انجوائے کرو
گی اور ویسے بھی مجھے تم سے... مجھے اب نیند
میں لے جانا ہے جس سے تمہیں آئس کریم کھلا
دوں۔"

بکے اس غلطی۔ حبیب میں وہ باہر لان میں لائٹنگ کا کام کروا رہا تھا۔

دھوپ کی تمازت اس کی سنہری رنگت کو تابناک بنا رہی تھی۔ اس کا مضبوط جسم پسینے سے تر ہو رہا تھا ایک ہاتھ میں ٹھنڈے پانی کی بوتل پکڑے پانی کے گھونٹ وقفے وقفے سے بھرتا وہ لان میں [illegible] کو مسلسل ہدایتیں دے رہا تھا۔

اس نے کھڑکی کا پٹ آہستگی سے بند کر دیا اور اس کے گلاس پر ٹیک لگا کر خود کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ خوبصورت مہکتی رات اتر آئی تھی۔ [illegible]

اس کے خواب کی تعبیر اس کے سامنے تھی شہریار احمد [illegible]

[illegible]

"کیا اب بڑی [illegible] ہو گئی جب باہر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس نے ایک اذیت بھرے انداز میں سوچا پھر
سانس بھر کر بولا۔
"شہریار احمد! میرے خیال میں دولت، عزت اور
محبت میں ہر عورت کا پہلا انتخاب عزت ہوگا پھر محبت
اور پیسا۔ کسی عورت سے محبت کرنے والا شخص پہلے
اسے عزت اور توقیر دیتا ہے اور اس کا یہی رویہ اس
کی محبت کا ذریعہ اظہار ہوتا ہے۔ دل کے تعلق محبت
سے مضبوط ہوتے ہیں، خواہشات سے نہیں کیونکہ
محبت، باہمی یگانگت سے بنتے ہیں۔ جبکہ مادی
خواہشات کی تکمیل سے نہیں، کہ ایک خواہش کے
بعد دوسری خواہش کا سلسلہ چل نکلتا ہے۔
عورت تو پرندے کی مانند ہوتی ہے چھوٹا سا کانچ
سا دل اگر چاہت بھرا دل لیے اس کے پاس آئے تو اس کی
عزت، توقیر اور وقار دیں تب وہ پھر پھڑا کر آنے کو
محسوس کرتی ہے۔ اگر وہی پر کاٹ دیے جائیں، زخمی
کر دیے جائیں تو اس کے پاس کیا رہ جائے گا۔ میں
آسودگی کے ساتھ پھڑپھڑانا چاہتی ہوں، پر کٹا کر ایک
خوش نما محل میں قید ہو جانے سے میں مر جاؤں گی۔"
اس نے بمشکل بہنے والے آنسوؤں کو روکا اور
ریسیور رکھ دیا۔ علی جو خود دروازے کے پاس کھڑا تھا وہ
بغلی پھر اس کی طرف بڑھ کر بولا۔
"کس نے یہ بوجھ سونپ دیا ہے۔" پھر اس
نے اپنی انگلی سے منگنی کی انگوٹھی اتار کر میز پر رکھ دی
علی کو حیرت اور صدمے کے اس جھٹکے نے کچھ دیر تک
کسی بھی ردعمل سے باز رکھا۔ جب کہ وہ نچلا ہونٹ
دانتوں میں دبائے سر جھکائے کھڑی رہی۔ اس کی جھکی
پلکیں اور چہرے کی رنگت سے یہ لگتا تھا وہ خوش
دلی سے یہ کہہ رہی ہے۔ اور وہ [illegible] گزر گئی ہے
اور ضرور بھی استقامت سے گزر رہے گی۔
یکدم اس کے دل میں غصے کا ابال اٹھا جو خون کی
شریانوں میں بھونچال لے آیا۔ وہ آگے بڑھا ایک
زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔ تھپڑ زوردار بھی تھا
اور غیر متوقع بھی۔ وہ لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگی اور پھٹی
پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"محض ساری محنت پر پانی پھیر دیا تم نے، میں نے کتنی مشکل
سے اس معاملے کو سلجھایا تھا۔ تمہارے بولنے سے میں
[illegible] کیا تھا اسے تم نے کن الفاظ میں [illegible] رکھ دیا۔
کھیل اور مذاق سمجھ لیا ہے تم نے۔" وہ خون آشام
نظروں سے اسے دیکھتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔
"جانتی ہو کیا کر ڈالا ہے تم نے۔" یکدم اس کی
آواز میں بھاری اور تاسف اتر آیا۔
"بہت اچھی طرح اور میں نے کہا تھا آپ سے
کہ اس کے پاؤں پکڑ کر اس رشتے کو قائم رکھنے کی
جیسا نہیں اتنی ارزاں تھی میں آپ کی نظر میں۔"
"بکواس مت کرو۔" وہ جھنجھلا کر چلایا۔
"اس طرح کی [illegible] نہیں
ہے۔ اٹھاؤ ریسیور اور ملاؤ شہریار کا نمبر اور اس سے اپنی
معافی مانگو اس سے۔" وہ غرایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر
کھینچا کہ وہ یکدم کر اس کا ہاتھ جھٹک کر پیچھے ہٹی پھر
انتہائی آزردگی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بول
پڑی۔
"کیا آپ کو اندازہ ہے تم کیا کر چکی ہو۔ ممی
جان پہلے ہی حالات سے پریشان ہیں اور تمہیں اب
اس پورے خاندان کی عزت کی ذرا بھی پروا نہیں
ہے۔ کل وہ کس کس کو منہ دکھائیں گی۔ کیا جواب
دیں گی۔"
"صرف فکر ہے آپ کو اس خاندان کے نام کی تو
ہو سکے تو مجھ سے رشتہ کر لیں آپ شادی مجھ سے۔" وہ
عجیب بے اختیاری کی کیفیت میں کسی جرأت کے
ساتھ اس کے مقابل تن گئی۔ اس کی آنکھوں سے
بہنے والے آنسو رک گئے تھے اور آنسوؤں کی جگہ
بالکل بجلی اور رنگ نے لے لی تھی جس نے علی کو دم
بخود کر دیا۔ اس کی شریانوں میں ابلنے والے غصے کی جگہ
حیرت اور بے یقینی نے لے لی۔ پھر اس نے دیکھا
یکدم نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر سر جھکا چکی تھی۔ اس
کے رخسار اس قدر دہکنے لگے کہ اس کی تپش کا اندازہ
علی کو اتنے فاصلے سے بھی محسوس ہونے لگا۔
اس کی یہ ساری جرأت شاید لمحہ بھر کی تھی کہ وہ

[illegible] مگر بے اختیاری میں
[illegible] نکلا تھا
[illegible] اپنی خاموشی
[illegible]
[illegible] اس خاموشی میں علی کو اپنی [illegible]
[illegible] کی طرح محسوس ہونے
لگی۔
"اگر علی آپ نے وہ ساری باتیں مجھ سے کی
ہوتیں [illegible] وہ جذبے مجھ پر عیاں کیے
[illegible] طاقت ہوتی ہے وہ [illegible]
[illegible] سخت سے سخت چٹان کو پگھلا
دیتی ہے۔" اس کی آنکھوں سے دو آنسو پھسل کر
رخسار پر ڈھلک گئے۔ پھر وہ علی سے مجروح انداز میں
بولی۔
"شاید میں بے قدر رشتہ تھی نا آپ کے اس جذبے
کے لائق [illegible]۔ نہیں علی! عزت اور محبت تو
[illegible] ان خواہشات کا محرک بھی تو
[illegible] عزت اور محبت کی ہی
[illegible] طریقہ بدل ڈالا تھا ان محرومیوں
نے [illegible] دولت سے عزت
[illegible] سکتا ہے' دولت ہے تو
عزت ہے [illegible] پڑنے والی پہلی ضرب نے
[illegible] اس فلسفے کو بکھیر کر رکھ دیا۔ میرے اس
[illegible] میری سوچوں میں در آئے اس
[illegible] اپنی دولت کا [illegible]
[illegible]
[illegible]"
[illegible] آنسوؤں کی [illegible]
[illegible]

اسے پگھلا گیا تھا۔
ایک ہلکی سی سانس بھر کر وہ اس کے قریب گیا۔ وہ
کرسی پر بیٹھی سر جھکائے شاید ندامت کے احساس
میں ڈوبی تھی۔
"محبت ایک دوسرے کے اندر اترنے کا نام ہے
[illegible] طلب کرنے اور مانگنے کا نام نہیں ہے۔ کسی
کو سمجھنے کا نام نہیں ہے، ایک دوسرے کے اندر
ضم ہو کر فنا ہو جانے کا نام ہے۔" اس نے اس کے
کندھے پہ ہاتھ رکھا تو اس اپنائیت بھرے احساس پر اس
نے بے اختیار اس کی طرف دیکھا۔
"جس طرح جگنو کی روشنی اصلی، خاص اور ابدی
ہے۔ کسی کو راستہ دکھانے کے لیے نہیں
پھوٹتی بلکہ فطرت کی ترنگ سے خود بخود پھوٹتی ہے
اسی طرح محبت کی روشنی بھی ازلی اور ابدی ہے۔
جس دل سے پھوٹتی ہے اپنے اردگرد اور قریب آنے
والے کے سارے اندھیرے سمیٹ لیتی ہے۔ جگنو کی
روشنی کی طرح بے غرض، بے لوث، سچی اور کھری۔"
اس نے اپنی محبت کی ترنگ سے وہیں [illegible] اس
کے چہرے پر [illegible] پھر نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر
اسے مقابل کھڑا کر دیا۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اس احساس [illegible] گیا۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]